Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 30, Issue: 02 (July-December) 2023
Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات کی روشنی میں مطالعہ سیرت

Sirah of Holy Prophet ﷺ through the Lenz of Hazrat Abu Saeed Khudri's رضی اللہ عنہ Narrations

Ms. Farhat Yaseen
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies, G.C. University, Faisalabad Email: farhatyaseen65@gmail.com
Dr. Umm-e-Laila
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University, Bahawalpur ummelaila@gscwu.edu.pk

The biography of the Holy Prophet ﷺ is a desirable thing for every Muslim. Through this, Prophet's life is known and it is easy to follow Him. The Companions were the ones who saw every aspect of the life and personality of the Messenger of Allah ﷺ. The Companions are the first and last means of reaching the Prophet ﷺ. They have transferred everything about the Prophet's life. That is why the greatest storehouse of every big and small information about the Prophet's life is the traditions of the Companions. Hazrat Abu Saeed Al-Khudri رضی اللہ عنہ is one of the Companions through whom a large collection of hadiths have come down to us because he is one of the Companions who narrated a large number of traditions. This research will help to highlight these aspects of the biography of how the Companions viewed the life of the Prophetﷺ as the first Muslim.

Key Words: Sirah, Holy Prophet ﷺ, Abu Saeed Khadri, Companions ، Narrations.

تعارف:

صحابہ کرامؓ وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے آپ ﷺ سے براہِ راست اکتساب فیض کیا ہے۔ آپ ﷺ کے ہر ہر عمل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ آپؐ کے شب وروز آپ ﷺ کے ساتھ گزرے، دینی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی، علمی و عملی زندگی کا ایسا کوئی پہلو نہیں جس کا مشاہدہ صحابہ کرام نے نہ کیا ہو۔ اس لیے آپ ﷺ کی سیرت کو ہمارے سامنے جس طرح صحابہ کرامؓ معتبر انداز میں پیش کر سکتے ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت جس کے مطالعے سے ذہنی افکار نمو پاتی ہیں اس کے نقوش صحابہ کرامؓ کی روایات میں ملتے ہیں۔ انہیں صحابہ کرام میں ایک معتبر نام حضرت ابو سعید خدریؓ کا بھی ہے۔ جنہوں نے مجلس نبوت ﷺ میں خدمت کا شرف حاصل کیا۔

اسی طرح سیرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سیرت کے ذریعے وحی پر مشتمل تمام تر نبوی سرگرمی مکمل تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بات معلوم ہے کہ انسانی ذہن زمانی اثرات سے متاثر ہو کر بہت سے قضایا تشکیل دیتا ہے۔ ہمارے لیے رسالت مآب علیہ السلام کی ذات گرامی کو واقع کے مطابق دیکھنا نہایت اہم ہے اور بعض مرتبہ ہم اپنے زمانی اثرات کے تحت ایسا کرنے میں مشکل کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیان کردہ سیرت ہمارے لیے ان وقتوں میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور یہی صحابہ کی مرویات کی سب سے بڑی افادیت ہے

ذیل میں آپکا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

نام ونسب

آپؓ کا نام سعد تھا اور کنیت ابو سعید تھی۔ خاندان خدرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا یہ سلسلہ نسب یہ ہے۔ سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الجبر (خدرہ) ابن عوف بن حارث بن خزرج۔ آپ کی والدہ کا نام انیسہ بنت ابی حارثہ تھا۔ وہ قبیلہ عدی بن نجار سے تھیں۔ دادا (سنان) شہید کے لقب سے مشہور تھے اور رئیس محلہ تھے۔ چاہِ بصد کے قریب اجرد نام کا قلعہ ان کی ملکیت تھا۔ باپ نے ہجرت سے چند سال قبل عدی بن نجار میں ایک بیوہ سے نکاح کیا تھا ابو سعید انہی کے بطن سے تولد ہوئے یہ ہجرت سے ایک برس پہلے کا واقعہ ہے۔

اسلام

مدینہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ بیعتِ عقبہ سے جاری تھا خود انصار داعی اسلام بن کر توحید کا پیغام اپنے قبیلوں کو پہنچاتے تھے۔ مالک بن سنان نے اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا۔ شوہر کے ساتھ بیوی بھی اسلام لے آئیں۔ اس سے ابو سعید نے مسلمان ماں باپ کے دامن میں تربیت پائی۔[1]

علم وفضل

حضرت ابو سعید خدریؓ اپنے عہد کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ حدیث وفقہ رسول ﷺ اور صحابہؓ سے سیکھی تھی۔ خلفائے اربعہ اور حضرت زید بن ثابت سے روایتیں کیں۔

کثرت سے حدیثیں یاد تھیں ان کی مرویات کی تعداد 1170 ہے ان صحابہ اور ممتاز تابعین کے نام نامی جنہوں نے ان سے سماع حدیث کیا تھا یہ ہیں: زید بن ثابت، عبد اللہ بن عباسؓ، انس بن مالکؓ، ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ، جابرؓ، ابو قتادہؓ، محمود بن لبیدؓ، ابو الطفیلؓ، ابو امامہؓ بن سہل، سعید بن مسیبؒ، طارق بن شہابؒ، عطاء، مجاہد، ابو عثمان، منہذی، عبید بن عمیر، عیاض ابن سرح، بشر بن سعید، ابو نضرہ، سعید بن سیرین عبد اللہ بن محریز، ابو المتوکل ناجی وغیرہم، آپ کا حلقہ درس آدمیوں سے ہر وقت معمور رہتا تھا، جو لوگ کوئی خاص سوال کرنا چاہتے تھے تو بہت دیر سے موقع ملتا۔[2]

اوقات درس کے علاوہ بھی اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرنا چاہتا تو جواب سے مشرف فرماتے۔ بیان کر رہا ہوں، ہاں میں نے سنا تھا۔ جس حدیث کے الفاظ پر اعتماد نہ ہوتا اس کے بیان میں احتیاط کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک حدیث روایت کی، لیکن رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لیا، ایک شخص نے پوچھا یہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے فرمایا میں بھی جانتا ہوں۔[3]

غزوات میں شرکت

غزوۂ احد میں باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر 13 برس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سر سے پاؤں تک دیکھا اور کمسن خیال کر کے واپس کر دیا۔ مالک بن سنانؓ نے ہاتھ پکڑ کر دکھایا کہ ہاتھ تو پورے مرد کے ہیں۔ تاہم آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔

احد کے بعد مصطلق کا غزوہ پیش آیا۔ اس میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد غزوہ خندق ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر پندرہ برس تھی۔ عمر کی طرح ایمان کا بھی شباب تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدان میں داد شجاعت دی۔ ان غزوات کے علاوہ حدیبیہ، فتح مکہ، حنین، تبوک اور طاؤس میں بھی آپ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔[4]

عہد نبوی ﷺ کے بعد مدینہ میں ہی قیام رہا۔ عہد فاروقی و عثمانی میں فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں جنگ نہروان پیش آئی تو اس میں نہایت جوش سے حصہ لیا۔[5]

فرماتے تھے کہ میں ترکوں کی بہ نسبت خوارج سے لڑنا زیادہ ضروری جانتا ہوں۔

اخلاق وعادات

نہایت حق گو تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حق گوئی کی تاکید کرتے سنا تھا، لیکن کاش نہ سنا ہوتا۔[6]

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ اس حدیث کا جس میں حق گوئی کی تاکید کی گئی تھی ذکر چھڑا تو رو کر کہا کہ حدیث تو ضرور سنی لیکن عمل بالکل نہ ہو سکا۔[7]

امر بالمعروف کے ولولہ کا یہ حال تھا کہ حاکم وقت سے بھی حق بات کہتے ہوئے نہ دبتے تھے۔ ایک مرتبہ مروان حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ اس میں ابو سعیدؓ بھی شریک تھے دیکھا تو دونوں جنازہ کے لیے نہیں اٹھے۔ فرمایا اے امیر! جنازہ کے لیے اٹھ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اٹھا کرتے تھے۔ یہ سن کر مروان کھڑا ہو گیا۔[8]

سنت کے پورے متبع تھے، حضرت ابو ہریرہؓ ایک مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے وہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے یا کسی سبب سے نہ آسکے تو ابو سعیدؓ خدری نے امامت کی ان کے طریقہ نماز سے لوگوں نے اختلاف کیا، انھوں نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا میں نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اس طرح پڑھائی باقی تمہارے طریقہ کی مخالفت تو اس کی مجھے بالکل پرواہ نہیں۔

مزاج میں بردباری اور تحمل تھا، ایک مرتبہ پاؤں میں درد ہوا پیر پر پیر رکھے لیٹے تھے کہ آپ کے بھائی نے آکر اسی پاؤں پر ہاتھ مارا جس سے درد بڑھ گیا، انھوں نے نہایت نرم لہجہ میں کہا، تم نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ سادگی اور بے تکلفی فطرت ثانیہ تھی، ایک جنازہ میں بلائے گئے سب سے اخیر میں پہنچے لوگ بیٹھ چکے تھے ان کو دیکھ کر اٹھے اور جگہ خالی کر دی، فرمایا یہ مناسب نہیں انسان کو کشادہ جگہ میں بیٹھنا چاہیے چنانچہ سب سے الگ کھلی جگہ پر جا کر بیٹھے۔

یتیموں کی پرورش کرتے تھے، لیث اور سلیمان بن عمرو بن عبد العتواری انہیں کے تربیت یافتہ تھے۔[9]ہاتھ میں چھڑی لیتے تھے، پتلی چھڑیاں زیادہ پسند تھیں، کھجور کی شاخیں لاتے اور ان کو سیدھا کر کے چھڑی بناتے، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا اتباع تھا۔[10]

وفات

64ھ میں جمعہ کے دن وفات پائی۔ بقیع میں دفن کیے گئے اس وقت بہت عمر رسیدہ تھے۔ ہاتھوں میں رعشہ تھا۔ آپ کی عمر مبارک 74 سال بتائی جاتی ہے۔ لیکن علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ 86 برس عمر تھی۔[11]

مرویاتِ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور مطالعہ سیرت:

کلامِ الٰہی کے بعد سیرت طیبہ کو تشریعی حیثیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالی کی ہی اطاعت ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر سیرت طیبہ کی تشریعاتی حیثیت کا ذکر کیا گیا ہے، حلت و حرمت، پسند و ناپسند، اوامر و نواہی، اور اخبار و بیان میں سیرت طیبہ کی تشریعاتی حیثیت کو بڑے واضح طور پر اجاگر کیا گیا ہے اور اس کو بڑے اچھوتے انداز میں سیرت طیبہ کی اس حیثیت کو اسوہء کاملہ، ذریعہ حب الٰہی، اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کو تشریحاتی حیثیت بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ شارع ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور شریعت کے شارع بھی ہیں۔ آپ ﷺ عبادات، معاملات، مناکحات، اور جنایات دین کے ہر شعبہ میں شاریحت اور شارعیت کی حیثیت سے قانون سازی کے مجاز ہیں۔ آپ ﷺ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل، مطلق کی تقیید، اور تشابہ کی وضاحت میں بھی کلی اختیار رکھتے ہیں تشریعیت اور تشریحیت کی من جملہ اقسام میں اللہ جل جلالہ، کی طرف سے آپ ﷺ کو قانون سازی کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ اللہ جل جلالہ، نے تشریعیت اسلامی کو گوناگوں اور لامحدود خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے۔[12]

احادیثِ مبارکہ کو محفوظ کرنے کے حوالے سے صحابہ کرام کے اندر ایک بے پناہ جذبہ پایا جاتا تھا، جن میں کافی ذخیرہ سیرتِ طیبہ کا بھی موجود ہوتا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد 1170 ہے جن سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ آپؓ کی روایات میں سے سیرت النبی ﷺ سے متعلقہ کچھ احادیث منتخب کی گئی ہیں جن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

❖ عَنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ رَأَيْتُ بَيَاضَ كَشْحِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم وَهُوَ سَاجِدٌ [13]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوکھ کی سفیدی دیکھی، جب کہ آپ سجدہ کر رہے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث میں سجدے کی حالت اور اس کے لیے جھکنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کے شکم مبارک میں سفیدی کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی رانیں پیٹ کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں تھیں۔ لہٰذا سجدے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے پیٹ اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے۔ آپ ﷺ کی دیگر کئی حدیثوں سے بھی اس بات کی ممانعت ثابت ہوتی ہے کہ پیٹ رانوں کے ساتھ لگا کر بازوؤں کو زمین پر بچھاتے ہوئے سجدہ کرنا غیر مسنون اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

نیز پیٹ کی سفیدی کے الفاظ اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ خوش رنگ سفیدی مائل رنگت کے مالک تھے۔ اس نقطہ سے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا خاکہ تیار کرنے میں مدد ملتی ہے۔

❖ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ غَسْلِ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَكْفِيْكَ ثَـلَاثُ حَفَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَكُفٍّ ثُمَّ جَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! اِنِّي رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعْرِ، قَالَ: فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم كَانَ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ [14]

سیدنا ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سر دھونے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: تین چلّو تم کو کافی ہیں، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے اشارہ کیا، لیکن اس آدمی نے کہا: اے ابو سعید! میرے بال تو بہت زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری بہ نسبت زیادہ بالوں والے اور زیادہ پاکیزگی والے تھے۔

مندرجہ بالا حدیث سے غسل کے دوران سر دھونے کی کیفیت کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ محض پاکیزگی کے حصول کے لیے تین چلو پانی ایک آدمی کے سر دھونے کے لیے کافی ہے۔ پانی کی کمیابی کی صورت میں آدمی وسواس کا شکار ہونے کی بجائے تین چلو پانی سے اپنے نفس کو مطمئن کر سکتا ہے۔ جیسے کہ صحابی رسول ﷺ نے سنت نبوی ﷺ سے دلیل پیش کی کہ آپ ﷺ کے بال بھی سوال کرنے والے سے زیادہ تھے اور نبوت ﷺ کا مزاج بھی بلاشبہ ایک عام آدمی سے زیادہ پاکیزگی کی طرف مائل تھا۔ تو بال خواہ کتنے بھی گھنے ہوں مذکورہ بالا پانی کی مقدار سے پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔ نیز اس حدیث سے آپ ﷺ کے شمائل سے متعلقہ نقطہ بھی نکلتا ہے کہ آپ ﷺ کے بال گھنے تھے۔

❖ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا ، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ [15].

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

بے شک آپ ﷺ کی ذات مبارکہ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھی۔ اعمال و افعال، اقوال، روز مرہ کے معاملات اور میل ملاپ میں ہر مقام پر حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے حسن اخلاق جھلکتا تھا۔ زیر توضیح حدیث میں آپ ﷺ کے اخلاق کے ایک پہلو کی نشاندہی کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کی حالتِ ناگواری میں بھی کس طرح حیا آڑے آجاتی۔ آپ ﷺ زبان سے اپنی ناگواری کا اظہار نہیں فرماتے بلکہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے عیاں ہو جاتا کہ فلاں بات آپ ﷺ کے مزاج پر گراں گزری ہے۔ کنواری لڑکی کی حیاء کی مثال دیتے ہوئے بات سمجھائی گئی ہے کہ جس طرح وہ کہنے سے جھجھکتی ہے اور اس کے تاثرات سے اس کی رغبت و رضا یا طبعی میلان یا اس کی مرضی کا اندازہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح آپ ﷺ کے کلام کی بجائے آپ ﷺ کے تاثرات سے ناپسندیدگی کا اندازہ ہو جاتا تھا۔

❖ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَرَزَ بَیْنَ یَدَیْهِ غَرْزًا، ثُمَّ غَرَزَ اِلٰی جَنْبِهٖ آخَرَ،ثُمَّ غَرَزَ الثَّالِثَ فَاَبْعَدَهُ،ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ،قَالَ: ((هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ، وَهٰذَا اَمَلُهُ، یَتَعَاطَی الْاَمَلَ، یَخْتَلِجُهُ الْاَجَلُ دَوْنَ ذٰلِکَ۔)) [16]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے ایک چیز گاڑی، پھر اس کے پہلو میں ایک دوسری چیز گاڑ دی اور اس سے ذرا دور کر کے تیسری چیز گاڑ دی اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ انسان ہے، اس کے ساتھ گڑی ہوئی یہ چیز اس کی موت ہے اور وہ دور گڑی ہوئی اس کی امید ہے، ابھی تک وہ اپنی امید کے درپے ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ہی موت

اس کو اچک لیتی ہے۔

زیر مطالعہ حدیث میں دنیا کی بے ثباتی کا پہلو سامنے آتا ہے کہ انسان کی زندگی کے ساتھ ہی اس کی موت اس کا تعاقب کر رہی ہے جب کہ آدمی اس بات سے غافل ہے۔ آپ ﷺ نے دور گاڑھے جانے والی تیلی کو امید سے تشبیہ دی اس کو فاصلے پر گاڑھنا اس بات کی علامت ہے کہ آگے پیچھے گاڑھی جانے والی تیلیاں جن سے ایک موت ہے اور دوسری زندگی ان کا ساتھ پے در پے کا ہے۔ جب کہ امید جو کہ فاصلے پر ہے وہ انسان کی نظر کا فریب ہے۔ آدمی اسی امید کے دھوکے میں رہتا ہے اور امید کی صورت میں موت اسے دور کھڑی نظر آتی ہے تاوقتیکہ موت اسے آ پہنچتی ہے اور سفر آخرت کے لیے اس کے پاس زادِ راہ بھی نہیں ہوتا۔ دوسرا پہلو اس حدیث کا

یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تین تلیوں کو گاڑھتے ہوئے ان کو مختلف القاب دے کر مثال کے ذریعے سے سننے اور دیکھنے والوں کو اپنی بات سمجھائی۔ مبلغین اور واعظین کے لیے آپ ﷺ کی اس سنت مبارکہ میں سیکھنے والی بات یہ ہے کہ اپنی نصیحت کو موثر بنانے کے لیے مختلف عملی سرگرمیوں کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔

❖ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاسْمِہِ عِمَامَةً أَوْ قَمِیصًا أَوْ رِدَائً ثُمَّ یَقُولُ(اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُأَنْتَ کَسَوْتَنِیہِ، أَسْأَلُکَ خَیْرَہُ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہُ وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّہِ وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَہُ)[17]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کہ پگڑی ہے، یا قمیص، یا چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ أَنْتَ کَسَوْتَنِیہِ، أَسْأَلُکَ خَیْرَہُ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہُ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّہِ وَمِنْ شَرِّ مَا صُنِعَ لَہُ (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لئے ہی ہے' تونے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا' (اب) میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں' اور اس کی برائی اور جس چیز کیلئے یہ بنایا گیا اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی ارزاں نہیں جاننا چاہیے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ خواہ لباس کا کوئی ایک حصہ جیسے چادر پگڑی وغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی نیا لباس پہنتے تو اس کا نام لے کر دعا کرتے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس عمل کے لیے پہلے باقاعدہ نیت فرماتے اور پھر مخصوص الفاظ میں دعا کرتے اور پھر نیا لباس پہنتے۔ ہمارے لیے یہ مسنون طریقہ ہے کہ ہم بھی نیا لباس پہنتے ہوئے اس سے خیر و برکت کی دعا کریں اور اس کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

❖ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقْسِمُ شَیْئًا أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَلَبَّ عَلَیْہِ فَطَعَنَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِعُرْجُوْنٍ کَانَ مَعَہُ فَجُرِحَ بِوَجْہٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : ((تَعَالَ فَاسْتَقِدْ۔)) قَالَ: قَدْ عَفَوْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ![18]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال تقسیم کر رہے تھے، ایک آدمی آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو وہ

مار دی، جس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگے آ اور مجھ

سے

قصاص لے لے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زیادتی کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا خواہ وہ حکمران ہو یا صاحب حیثیت ہو۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ذات نا صرف اس وقت کے لوگوں بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے ہر حیثیت میں بلند مرتبہ ذات تھی لیکن زیادتی ہو جانے کی صورت میں آپ ﷺ نے قصاص کے لیے خود کو خود ہی پیش کر دیا اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ قانون سے بالاتر کوئی بھی نہیں۔ الا یہ کہ مستحق خود معاف کر دے تو معافی ممکن ہے۔ جیسا کہ صحابی نے حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کو معاف کر دیا۔ تو جب نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ قانون سے بالاتر نہیں تھی تو موجودہ دور کے کسی حکمران یا صاحب حیثیت شخص کی حیثیت تو اس معاملہ میں پہاڑ کے آگے رائی برابر بھی نہیں ہے۔

❖ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضَحّٰى بِكَبْشٍ أَقْرَنَ وَ قَالَ: هٰذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي[19]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینگوں والے ایک دنبے کی قربانی کی اور فرمایا: هَذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي (یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے، جنھوں نے قربانی نہیں کی)۔

ذکورہ بالا حدیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی کرنے والا اپنی قربانی کا ثواب کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنا سنت سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ جو سراپا رحمت تھے کمزوروں اور ناداروں کے والی تھے۔ آپ ﷺ نیکی کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی کمزوروں کو یاد رکھتے تھے۔ کہ امت کے جو لوگ مالی طور پر کمزور ہیں اپنی اس کمزوری کی وجہ سے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں۔ آپ ﷺ نے قربانی کی، اس کا ثواب اپنی امت کے غریبوں کو نا صرف خود منتقل کیا بلکہ ہمارے لیے بھی اپنے عمل سے پیغام دے دیا۔

❖ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ:أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَوَأَصْحَابُهُ فَنَزَلَ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوامِنْهُ وَلَمْ يَأْكُلْ آخَرُونَ فَرُحْنَاإِلَيْهِ فَدَعَاالَّذِينَ لَمْ يَأْكُلُواالْبَصَلَ وَأَخَّرَالْآخَرِينَ حَتَّى ذَهَبَ رِيحُهَا[20]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہ (ایک دفعہ) پیاز کے ایک کھیت کے پاس سے گزرے۔ ان میں سے کچھ لوگ اترے اور اس میں سے کچھ کھا لیا، اور دوسروں نے نہ کھایا۔ ہم آپ کے پاس گئے تو آپ نے ان لوگوں کو (قریب) بلا لیا جنھوں نے پیاز نہیں کھایا تھا اور دوسرے (جنھوں نے پیاز کھایا تھا) انھیں پیچھے کر دیا یہاں تک کہ اس کی بو ختم ہو گئی

زیر مطالعہ حدیث مجلس کے اخلاق و آداب سے متعلق ہے کہ جب آپ لوگوں میں جائیں تو ایسی کوئی چیز کھا کر نہ جائیں جس کی بو ناگوار ہو اور دیر تک رہتی ہو۔ تاکہ دوسرے لوگ آپ کی وجہ سے اذیت میں مبتلا نہ ہوں۔ آداب مجلس کے اعتبار سے یہ ایک نہایت گراں قدر بات ہے۔ اس حدیث میں ناصرف یہ سبق ملتا ہے کہ ایسی کسی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے بلکہ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اگر کوئی ایسی ناگوار بدبودار چیز استعمال کر کے مجلس میں آئے تو اسے دور ہٹا دینا یا خود اس سے دور چلے جانا جب تک کہ اثر زائل نہ ہو جائے۔ بد لحاظی یا بد اخلاقی کے زمرے میں نہیں آتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے آپ ﷺ نے پیاز کھانے والے صحابہ کو خود سے دور ہٹا دیا جب تک کہ پیاز کی بو ختم نہ ہو گئی۔

❖ عن أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: اِنْتَہَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وآله وسلم وَهُوَ یَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللهِ! تَوَضَّأُ مِنْہَا وَہِیَ یُلْقٰی فِیْهَا النَّتَنُ؟ فَقَالَ: اِنَّ الْمَاءَ لَا یُنَجِّسُهُ شَيْءٌ[21]

سیدنا ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئرِ بضاعہ سے وضو کر رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کنویں سے وضو کر رہے رہیں، جبکہ اس میں بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی۔

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ لہٰذا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ جیسے کہ آپ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہوا حضرت ابو سعید خدریؓ حدیث صحابی رسول ﷺ جب موقع پر پہنچے اور آپ ﷺ کو بضاعۃ نامی کنویں پر وضو کرتے ہوئے پایا تو آپ ﷺ کو خبر دی اس خیال سے کہ شاید آپ ﷺ کو علم نہ ہو کہ اس کنویں میں گندگی پھینکی جاتی ہے۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اور آپ ﷺ کی بعض دیگر روایتوں سے بھی ثابت ہے کہ بہتا ہوا پانی یا مخصوص گہرائی رکھنے والے کنویں کا پانی پاک ہوتا ہے۔

❖ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسَقَمُ السَّقِيمِ لَأَمَرْتُ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ أَنْ تُؤَخَّرَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ[22]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف نہیں نکلے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا، پھر آپ تشریف لائے اور انھیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) نماز پڑھائی، پھر فرمایا: " لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے مگر تم نماز ہی میں

رہے جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اور اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری مد نظر نہ ہوتی تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔

زیر مطالعہ حدیث میں نماز عشا کو مؤخر کرکے پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ جیسے دیگر نمازوں کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے ان کے برعکس عشاء کی نماز کو آخر وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ اس طرح حدیث شریف کا ایک پہلو یہ ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ لوگ حالتِ نماز میں رہے جب تک کہ حالت انتظار میں تھے۔ یعنی کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنے کو باعث عار نہ سمجھا جائے وہ تمام وقت جو نماز کے انتظار میں گزرے گا ثواب کا باعث بنے گا۔

❖ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ» قَالَ: «وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ»[23]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے، کہا: تو میں نے آپ کو ایک چٹائی پر نماز پڑھتے دیکھا اس پر آپ سجدہ کرتے تھے اور میں نے آپ کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں اس کو پٹکے کی طرح لپیٹ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

درج بالا حدیث شریف میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے اور اس کپڑے کو لپیٹنے کے طریقے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو پٹکے کی مانند کپڑا باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ یعنی کہ ایک ہی کپڑے کو مخصوص طریقے سے باندھ کر جس سے ستر ڈھانپنے کا عمل پورا ہو جائے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ نیز دوسرا پہلو چٹائی پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی ایک چھوٹے جائے نماز یا مصلے پر نماز پڑھنا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

❖ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [24]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو فرماتے: " اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے آسمان بھر، زمین بھر اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے اس کی وسعت بھر۔ ثنا اور عظمت کے حق دار! (یہی) صحیح ترین بات ہے جو بندہ کہہ سکتا ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ اے اللہ! جو کچھ تو عنایت فرمانا چاہے، اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو محروم کر دے، وہ کوئی دے نہیں سکتا اور نہ ہی کسی مرتبے والے کو تیرے سامنے اس کا مرتبہ نفع دے سکتا ہے۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع کے بعد مخصوص سیدھا کھڑا ہونا کافی نہیں۔ بلکہ قومہ کی حالت میں مخصوص دعائیں پڑھنا سنتِ نبوی ﷺ ہے اور حدیث شریف میں شامل دعا کے الفاظ کہ تمام پاکی وبزرگی وعظمت اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے

وہ جس کو جو چاہے عطا کرے اور جس سے جو چاہے لے لے۔ اور کسی کی اتنی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو روک سکے اور کسی مرتبے والے میں اتنی ہمت نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے ٹھہر سکے۔ خود حضور ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ سے فرمادیا تھا کہ میری بیٹی ہونا قیامت کے روز کوئی فائدہ نہ دے گا۔ بلکہ یہ اپنے اعمال ہیں جو کام آئیں گے۔ لہٰذا دنیا کے عہدوں اور مرتبوں پر کسی زعم میں مبتلا ہونے کی بجائے لازم ہے کہ آدمی آخرت پر نظر رکھے۔ جہاں تمام طاقتوں کے مالک کے سامنے پیش ہونا ہے۔

❖ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم كَانَ يُعْجِبُهُ الْعَرَاجِيْنُ أَنْ يُمْسِكَهَا بِيَدِهِ،فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ ذَاتَ يَوْمٍ وَفِيْيَدِهِ وَاحِدٌ مِنْهَا فَرَاٰى نُخَامَاتٍ فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَتَّهُنَّ بِهِ حَتّٰى أَنْقَاهُنَّ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضِبًا فَقَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ رَجُلٌ فَيَبْصُقَ فِي وَجْهِهِ؟ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّمَايَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَلَكُ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَـلَا يَبْصُقْ بَيْنَيَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهِ، وَلْيَبْصُقْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى أَوْعَنْ يَسَارِهِ، فَإِنْ عَجَّلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا)) وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ وَتَفَلَ يَحْيَ فِيْ ثَوْبِهِ وَدَلَكَهُ۔[25]

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنیاں رکھنا پسند تھا، ایک دن آپ کے ہاتھ میں یہی ایک ٹہنی تھی کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے قبلہ میں کچھ کھنکار دیکھ کر انہیں کھرچا حتی کہ انہیں صاف کر دیا، پھر غصہ کی حالت میں لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: کیا تم سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی آدمی آئے اوراس کے چہرے پہ تھوک دے؟ (غور کرو کہ) جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا ربّ اس کے سامنے ہوتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب، (اس لیے) وہ اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے، بلکہ وہ اپنے بائیں قدم کے نیچے یا اپنی بائیں طرف تھوکے، اگر اس کو کوئی جلدی پڑ جائے تو وہ اس طرح کرلے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑے کے بعض حصے کو بعض پر مل دیا۔ اور راویٔ حدیث یحییٰ نے (اس تمثیل کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے کپڑے میں تھوک کر اسے مل دیا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں مساجد کے آداب کے بارے میں حکم دیا جارہا ہے۔ کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو گندگی کو دیکھ کر آپ ﷺ کو غصہ آیااور غصے کی حالت میں ہی اسے کھرچ ڈالا اور صحابہؓ کو ڈانٹنے کے انداز میں بیان کیا کہ جس کسی نے بھی اللہ کے گھر میں قبلہ رو تھوکا ہے تو گویا اللہ کے چہرے پر تھوکا ہے تو کیا تم خود پسند کرتے ہو کہ تمہارے منہ پر تھوک دیا جائے۔

اس لیے مساجد میں ایسے کسی عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جو کہ ادب کے منافی ہو۔ نیز آپ ﷺ کی ایک اور پیاری سی عادت کا حدیث کے آغاز میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں اکثر و بیشتر کھجور کی ٹہنی رکھنا پسند کرتے تھے۔ راویٔ حدیث حضرت ابو سعید

خدریؓ کی حالات کے مطالعے سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپؐ بھی اپنے ہاتھ میں سنت پر عمل کرتے ہوئے کھجور کی ٹہنی رکھا کرتے تھے۔ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کس طرح آپ ﷺ کی اقتداء میں چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی اپنالیا کرتے تھے۔ مزید یہ کہ مسجد کے ادب میں آپ ﷺ نے عار نہیں سمجھی اور گندگی کو خود اپنے ہاتھ سے کھرچ کر مٹاڈالا اپنے عمل سے آپ ﷺ نے ثابت کیا کہ مسجد کو صاف کرنے میں ہر بندہ بڑا یا چھوٹا ہو حصہ لے سکتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ اگر تھوکنا ضروری ہو تو قبلہ رو ہرگز نہ تھوکے۔ تھوک کر پاؤں سے اس کا نشان مٹائے یا اپنے کپڑے میں تھوکے۔ یعنی تھوک کر اس کو ایسے ہی چھوڑ دینا اخلاق کے منافی عمل ہے۔

نتائج بحث

حضرت ابو سعید خدریؓ جو کہ آپ ﷺ کے اکابر صحابہ میں شامل تھے آپ کی مرویات کی روشنی میں سیرتِ مصطفیؐ کے کئی اہم پہلوؤں کی خبر ملتی ہے۔ مندرجہ بالا احادیث میں سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاق کی معاشرتی زندگی میں کتنی اہمیت ہے ہر وہ عمل جس سے انسانی طبع کراہت محسوس کرتی ہے اسے خود تک رکھا جائے۔ مساجد ہماری مذہبی زندگیوں کا ایک اہم ادارہ ہیں ان کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ طہارت و پاکیزگی والی زندگی گزاری جائے اور نبی کریم ﷺ کی اقتداء اور پیروی کے بغیر مسلمان کی نہ نماز ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا عمل قابل قبول ہے جو کہ سنت کے منافی ہو۔ دنیا اگرچہ ایک ظلمت کدہ ہے مگر آپ ﷺ کی سنت کی روشنی میں منارِ نور بن جاتی ہے۔ ظلم و بربریت سے پرہیز کیا جائے۔ کسی سے زیادتی کر بیٹھو تو اس کا ازالہ کرو گھمنڈ یا کسی زعم میں مت بیٹھے رہو۔ کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی انسانی آنکھ کا دھوکا ہے کہ بہت جلد موت آلے گی۔ سفر آخرت کے لیے زادِ راہ تیار کرو۔ مختلف اذکار اور دعاؤں سے اللہ اور اپنے مابین تعلق استوار کیے رکھو کہ رابطے سے ہی ربط ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات سے رابطے کا بہترین طریقہ اس کے اذکار اور دعائیں ہیں۔ نیز اس کی مخلوق پر مہربانی کی صورت میں اسے راضی رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔ صاحب حیثیت ہو تو مالی معاونت کرو نہیں ہو تو کسی اور طریقے سے کام آجاؤ کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ اس کی مخلوق کے ذریعے سے زیادہ آسان اور سیدھا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے ہمیں اس کی بیش بہا مثالیں ملتی ہیں کہ آپ ﷺ کس طرح امت اور خلقِ خدا پر رحمت و شفقت فرماتے تھے۔

کتابیات

1. احمد بن حنبل، امام۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ۔ مکتبہ رحمانیہ، س ن۔
2. امام ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد۔ سیر اعلام النبلاء۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1982ء۔
3. بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح بخاری۔ ہند: مرکزی جمعیت اہلحدیث، 2004ء۔
4. عسقلانی، ابن حجر۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ۔ قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 1993ء۔
5. مفتی، احمد یار نعیمی۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ گجرات: نعیمی کتب خانہ، س ن۔
6. مسلم بن الحجاج، امام۔ صحیح مسلم، ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ لاہور: خالد احسان پبلشر، اگست 2004ء۔
7. نسائی، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب۔ سنن نسائی۔ لاہور: شاکر پبلی کیشنز، 2015ء۔

حوالہ جات

[1] ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ (قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 1993ء)، ج 3، تذکرہ ابوسعید خدریؓ

[2] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن) ج 3، ص 35

[3] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 3، ص 29

[4] مفتی احمد یار خان نعیمی، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (گجرات: نعیمی کتب خانہ، س ن)، ج 1، ص 38

[5] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 1، ص 56

[6] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 3، ص

[7] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 1، ص 61

[8] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 1، ص 3

[9] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج، 3، ص 60

[10] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج 3، ص 60

[11] ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ج 3، تذکرہ ابوسعید خدری

[12] Fareed ud din, H. (2020: سیرت طیبہ کی تشریعیاتی حیثیت کا تحقیقی و تاریخی مطالعہ). A Research review of the legislative Status of the Sirah of Holy Prophet ﷺ. Al-Amīr, 1(02), 42–63. Retrieved from https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/19

[13] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبلؒ، تحقیق: شعیب الارنؤوط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1416ھ) مسند المشهور من الصحابۃ، مسند ابی سعید الخدریؓ، الجزء الرابع، رقم الحدیث، 1725

[14] ایضاً، رقم الحدیث، 883

[15] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری (ہند: مرکزی جمعیت اہلحدیث، 2004) کتاب الادب، باب مَن لَم یواجہ الناس بالعتابِ، رقم الحدیث، 6102

[16] مسند امام احمد بن حنبلؒ، مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم الحدیث، 9825

[17] نسائی، عبد الرحمٰن احمد بن شعیب، سنن نسائی، (کراچی: مکتبہ دار لسلام، جولائی، 2008ء) کتاب اللباس عن رسول اللہ، باب مایقول اذا لبس ثوباً جدیداً، رقم الحدیث، 1767۔

[18] ابی داؤد السجستانی، امام، سنن ابی داؤد، تحقیق: حافظ ابو طاہر زبیر (کراچی: مکتبہ دار لسلام، جولائی، 2008ء) الجز الاول، کتاب الدیّاتِ، باب القود من الضربۃ و قص الامیر من نفسہ رقم الحدیث 4336

[19] مسند امام احمد بن حنبلؒ، مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم الحدیث، 4655

[20]مسلم بن الحجاج، امام، صحیح مسلم، (لاہور: خالد احسان پبلشر، اگست 2004ء)، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، باب نہی من اکل ثوماً او بصلاً اور کراثاً و نحوھا، رقم الحدیث 1257

[21]مسند امام احمد بن حنبلؒ، مسند ابی سعید الخذریؓ، رقم الحدیث، 389

[22]سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب فی وقت العشاءِ الآخرۃِ، رقم الحدیث، 539

[23]مسند امام احمد بن حنبلؒ، کتاب، مسند ابی سعید الخذریؓ، رقم الحدیث، 1159

[24] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقول اذا ارفع راسہ من الرکوع، رقم الحدیث، 1071

[25] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد، رقم الحدیث، 1344